23

جماعت احمدیہ کان اور آنکھیں کھول کر گردوپیش کے حالات کا جائزہ لیتی رہے اور ہر قوم کی کارروائیوں کی اطلاع مرکز میں دے

(فرمودہ 28 جون 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"آج مَیں قادیان کی جماعت کو خصوصاً اور بیرونی جماعتوں کو عموماً ایک ایسے امر کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں جو موجودہ حالات کے لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے اور جس کے متعلق اخبارات پڑھنے والے دوست اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ اخبار پڑھنے والے دوست یا وہ جو میری مجلس میں آتے رہتے ہیں یا اگر مجلس میں نہیں آتے تو دوسروں سے سن کر مختلف خبریں معلوم کر لیتے ہیں، جانتے ہیں کہ یہ ایام نہایت شورش اور فتنہ و فساد کے ایام ہیں۔ اور لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف سخت جوش اور ہیجان پایا جاتا ہے اور بعض قومیں کھلے طور پر یہ دھمکیاں دے رہی ہیں کہ وہ اپنا خون تک بہا دیں گی لیکن اپنے مزعومہ حقوق حاصل کر کے رہیں گی۔ جہاں تک اختلاف کا سوال ہے یہ ایک طبعی امر ہے اور اِس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ لیکن مار پیٹ اور خونریزی کی دھمکیاں دینا یہ ایک ایسی خطرناک بات ہے جو کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ مسلمانوں کا عام طریق یہ ہے کہ وہ دھمکی دینا جانتے ہیں لیکن وہ اس کو عملی جامہ

پہنانا نہیں جانتے اور وہ اس بات کے عادی ہو گئے ہیں کہ ان کا کام صرف دھمکی پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر غیر قومیں جب دھمکی دیتی ہیں تو وہ حقیقی دھمکی ہوتی ہے صرف منہ کی لاف وگزاف نہیں ہوتی۔ لیکن مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے ہماری دھمکیاں عمل سے خالی ہوتی ہیں اُسی طرح غیر قوموں کی دھمکیاں بھی عمل سے خالی ہیں حالانکہ واقعات بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر باقی تمام قوموں کی دھمکیاں خالی دھمکیاں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اس کے ساتھ ایسے سامان بھی بہم پہنچاتی ہیں جن سے وہ اُن کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ چنانچہ اِن ایام میں بعض مقامات سے متواتر اطلاعات آرہی ہیں کہ بعض قومیں خاص طور پر فساد کے لئے تیاریاں کر رہی ہیں اور جو لوگ لائسنس حاصل کر سکتے ہیں بندوقوں کے لائسنس لینے کی کوشش کر رہے ہیں اور جن کے پاس لائسنس ہیں وہ زیادہ کارتوس اور بارود جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو لائسنس حاصل نہیں کر سکتے وہ تلواریں وغیرہ جمع کر رہے ہیں۔ اور جو زیادہ دلیر اور فساد کرنے والے ہیں وہ غیر آئینی طور پر نیزے، بندوقیں اور رائفلیں وغیرہ جمع کر رہے ہیں۔ یا گورنمنٹ نے ان کے لئے کارتوسوں کی جو تعداد مقرر کی ہے وہ اس سے بہت زیادہ جمع کر رہے ہیں اور چونکہ اس قسم کی اطلاعات ہمیں کثرت سے آرہی ہیں اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ دھمکیاں صرف منہ کی باتیں نہیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بہت بڑی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ جو لوگ قانون شکن ہوتے ہیں اُن کے لئے ایسے حالات اَور بھی زیادہ جرأت کا موجب ہوتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں جبکہ لوگوں کا خیال یہ تھا کہ انگریزوں کی حکومت ختم ہونے والی ہے اور اُن کی جگہ جرمن آنے والے ہیں اُس وقت بھی قوموں نے بہت شدت کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف تیاریاں کیں۔ یہاں تک کہ قادیان کے قریب کے ایک سکھ نے ہمارے ناظر اعلیٰ (اُس وقت کے) چودھری فتح محمد صاحب سے کہا کہ آپ کے پاس جو بندوق ہے وہ آپ مجھے دے دیں اور جو قیمت آپ چاہیں مجھ سے لے لیں۔ گویا اُس کے نزدیک جماعت احمدیہ اور اس کا چیف سیکرٹری اِس قدر غافل ہیں کہ خود حفاظتی کا جائز سامان جو اس کے پاس ہے وہ ایک سو یا دو سو روپے کی خاطر اپنے ہاتھ سے ضائع کر دے گا۔ اس شخص نے کتنی جرأت اور دلیری سے کام لیا کہ اُس نے اس بات کی پروا تک نہ کی کہ وہ ایک ایسے آدمی

سے بندوق مانگ رہا ہے جو جماعت کا چیف سیکرٹری ہے اور اس کے ذریعہ یہ خبر جماعت کو پہنچ سکتی ہے۔ چونکہ اسے اپنی طاقت پر گھمنڈ تھا اِس لئے وہ اپنے آپ کو ان تمام باتوں سے مستغنی سمجھتا تھا کہ اگر جماعت کو اس بات کا علم ہو بھی جائے تو اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اب پھر مختلف جگہوں سے چِٹھیاں آ رہی ہیں۔ چنانچہ انبالہ سے ایک فوجی افسر کی چِٹھی آئی ہے کہ ہندو اور سکھ فوجی افسر کثرت سے اسلحہ جمع کر رہے ہیں اور تجویزیں کر رہے ہیں کہ فساد ہوتے ہی اسلحہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اسی طرح ایک اَور دوست جو کہ فوج میں اعلیٰ عہدہ پر ہیں ان کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ ہندو اور سکھ مجھے کہتے ہیں کہ تم بھی ہمارے ساتھ مل جاؤ اور ہماری پارٹی کی مدد کرو۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا گیا تو ملک کے لئے نہایت ہی خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔ لوگ مکّوں، تھپڑوں اور گھونسوں سے ہی مار مار کر برا حال کر دیتے ہیں۔ اگر ایسے شوریدہ سر لوگوں کے ہاتھ میں توپیں، بندوقیں اور تلواریں آ جائیں تو وہ لوگوں کا کیا حال کریں گے۔

ہماری جماعت کے متعلق شروع سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہدایت ہے اور قرآن کریم کی تعلیم بھی یہی ہے کہ فساد کی تحریکوں میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ مَیں پھر دوبارہ اس بات کا اعلان کر دیتا ہوں کہ ہر احمدی جہاں بھی وہ ہو ایسی تحریکوں میں حصہ نہ لے۔ خواہ وہ تحریکیں کانگرس کی طرف سے ہوں یا مسلم لیگ کی طرف سے۔ مومن کا کام ہے کہ وہ ملک کے امن کو قائم رکھتا ہے لیکن جہاں مومن کو فساد سے بچنے کا حکم ہے وہاں مومن کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ پورے طور پر ہوشیار اور چوکس رہے۔ ایمان اور صلح جوئی کی علامت یہ نہیں کہ دشمن ہتھیار جمع کر رہا ہو اور جتھے بنا رہا ہو اور یہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لے۔ بلکہ مومن سب سے زیادہ چوکس اور ہوشیار ہوتا ہے اور وہ آنے والے حالات کے لئے تیاری کرتا ہے۔ پس قادیان اور تمام بیرونی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی آنکھیں اور کان کھولیں اور ہر ایک چیز کا بغور مطالعہ کریں بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ اِن دنوں ہر ایک احمدی کو جاسوس بن جانا چاہئے اور جس طرح سراغ رساں سراغ لگاتے ہیں۔ اِسی طرح ہمارا ہر احمدی سراغ رساں ہو۔ وہ اپنے محلہ، اپنے گاؤں اور اپنے علاقہ کے متعلق یہ معلوم کرتا رہے کہ اس کے

اردگرد کی قومیں فساد کے لئے کس کس قسم کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ اور اگر اُسے کسی بات کا علم ہو تو وہ تحقیقات کر کے اُس کی تفصیلات کے متعلق مرکز کو فوراً اطلاع دے تاکہ مرکز اس کے دفعیہ کی کوشش کر سکے۔ تا اگر وہ منصوبے جماعت کے متعلق ہوں تو خود حفاظتی کے سامان بہم پہنچائے جائیں اور اگر دوسروں کے متعلق ہوں تو اُنہیں خبر دی جائے۔

پس جماعت کے دوستوں کو ایک طرف تو فساد کے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور فساد کی کسی تحریک میں کسی احمدی کو شامل نہیں ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ایسے فسادات سے محفوظ رکھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ ان فسادات کے بادلوں کو جو کہ اِس وقت سخت جوش مار رہے ہیں ایسے طور پر دور کر دے کہ گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ فسادات کے مقامات کو ہم سے اتنی دور کر دے کہ ان کا اثر ہم تک نہ پہنچ سکے اور ہمارا مرکز خطرہ سے محفوظ رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو محفوظ بھی کر دے تب بھی ہمارا فرض ختم نہیں ہو جاتا بلکہ باقی ملک کو اِس تباہی اور بربادی سے بچانا بھی ہمارا فرض ہے اور ہم ایسا تبھی کر سکتے ہیں جب ہمیں فساد ہونے سے پہلے ان حالات کا علم ہو جائے تاکہ ہم پوری محنت اور کوشش کے ساتھ ہر قسم کی حفاظتی تدابیر اختیار کر سکیں۔ اگر ہمیں وقت پر علم ہو جائے تو ہمارے لئے موقع ہو گا کہ ہم دوسری جماعت کو جس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا گیا ہے وقت پر مطلع کر دیں تاکہ وہ مقابلہ کے لئے ہوشیار ہو جائے۔ اور ہم حکومت کے افسروں کو اطلاع کر دیں کہ اس اس قسم کی تیاریاں فلاں قوم نے کی ہیں اور وہ فلاں قوم کے متعلق بد ارادے رکھتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس طرح ذمہ دار افسر اس فساد کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اور اگر ہمیں وقت پر اطلاع ہو جائے تو ہم ان فتنہ و فساد کرنے والوں کو بھی سمجھا سکتے ہیں۔ اور اگر وہ فتنہ و فساد ہماری جماعت کے خلاف ہو تو ہم اس کا تدارک کرنے کی فکر کریں گے اور اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کا سامان کریں گے۔ اور ہم جماعتی طور پر انشاء اللہ ایسی کوشش کریں گے کہ ہماری جماعت ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت اپنے کان اور اپنی آنکھیں کھول کر حالات کا جائزہ لیتی رہے۔

رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں مسلمان نہایت ہوشیار اور چوکس رہتے تھے اور رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کفار کی تمام سازشوں کا علم ہوتا رہتا تھا۔ لیکن دشمن کو آپؐ کی نقل وحرکت کا علم نہ ہو سکتا تھا۔ کوئی ایک لشکر بھی مکہ سے نہیں نکلا جس کا رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم نہ ہوا ہو۔ حالانکہ صحابہؓ کی حالت یہ تھی کہ وہ مکہ سے نکالے ہوئے تھے اور ان کا مکہ جانا قتل ہونے کے مترادف تھا۔ لیکن باوجود اِس کے رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس قسم کے انتظامات کئے ہوئے تھے کہ کوئی لشکر مکہ سے نکلنے کا ارادہ کرتا تھا تو رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کی قبل از وقت اطلاع ہو جاتی تھی۔ لیکن اس کے مقابل پر رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسا انتظام کیا ہوا تھا کہ کفار کو مسلمانوں کی کوئی بات نہیں پہنچ سکتی تھی۔ جب آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی تو یہ چڑھائی ایسی اچانک تھی کہ کفار بالکل حیران رہ گئے۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ جس میں خبر چھپائی نہیں جاسکتی تھی تو اس کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بعض علاقے ہمارے ملک میں ایسے ہیں جہاں خبر چھپائی نہیں جاسکتی مثلاً ڈیرہ غازی خاں اور سندھ کے علاقے میں کوئی خبر چُھپ نہیں سکتی۔ جب ان میں کوئی ایک دوسرے سے ملتا ہے تو وہ ایک دوسرے کو کھڑا کر لیتا ہے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کہنے کے بعد کہتا ہے دیو حال یعنی اپنے علاقہ کا حال بتاؤ۔ تو دوسرا آدمی تمام وہ باتیں جن کا اُسے علم ہوتا ہے بیان کرنا شروع کر دیتا ہے کہ فلاں کے گھر بیٹا ہوا ہے، فلاں کی منگنی ہوئی ہے، فلاں کی شادی ہوئی ہے، فلاں جگہ لڑائی ہوئی ہے، فلاں پر مقدمہ کیا گیا ہے اور فلاں کو پولیس کے افسر تلاش کر رہے ہیں۔ جب وہ بیان کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو دوسرے سے کہتا ہے اچھا تسیں دیو حال۔ تو پھر دوسرا شخص اسی طرح تمام باتیں جن کا اسے علم ہو بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ جب وہ تھک جاتا ہے تو اپنے پہلے ساتھی سے کہتا ہے کہ دیو حال یعنی جو خبریں باقی رہ گئی تھیں وہ بتاؤ۔ اس پر وہ بقیہ خبریں بیان کرنی شروع کرتا ہے۔ جب وہ تھک جاتا تو دوسرے سے کہتا ہے کہ تسیں دیو حال۔ پھر دوسرا بقیہ خبریں بیان کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ آدھ آدھ گھنٹہ ایک دوسرے کو حال دیتے رہتے ہیں۔ پھر جب وہ آگے چلتے ہیں تو جہاں انہیں کوئی اَور دوست ملتا ہے تو اس سے حال پوچھتے ہیں اور خود حال بتاتے ہوئے تمام وہ باتیں جو ان کے دوسرے ساتھی نے ان کے سامنے بیان کی تھیں وہ اس کے سامنے بیان کرتے

ہیں۔ پھر جب وہ اگلے سے ملتا ہے تو وہ یہ تمام خبریں اگلے کو پہنچا دیتا ہے۔ اور جب پولیس مجرموں کو پکڑنے کے لئے نکلتی ہے تو وہ مجرم ان حال دینے والوں کے ذریعہ سے پہلے ہی آگاہ ہو جاتا ہے اور پولیس کے ہاتھ میں نہیں آتا۔ لیکن عربوں میں یہ حال دینے کا رواج نہیں تھا بلکہ وہ اپنی خبروں کو بڑی سختی کے ساتھ چھپاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود رسول کریم ﷺ کو ان کی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ اس کے بر خلاف فتح مکہ کے موقع پر آپ اپنے ساتھ دس ہزار سپاہی لے کر نکلے اور عین مکہ کے قریب جا کر آپ نے ڈیرے ڈالے۔ ابوسفیان مدینہ سے ہو کر واپس آ رہا تھا۔ اس نے رسول کریم ﷺ کو مدینہ میں چھوڑا تھا۔ اکیلے آدمی کا سفر کرنا آسان ہوتا ہے بہ نسبت ایک فوج کے۔ لیکن رسول کریم ﷺ نے ایسی مارا مار کر کے چڑھائی کی کہ وہ سب لوگ حیران رہ گئے۔ ابوسفیان نے دور سے آپؐ کی فوج کو دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کس قبیلہ کے لوگ معلوم ہوتے ہیں؟ ساتھیوں نے مختلف قبائل کے نام لئے اور ہر ایک نام جو اُنہوں نے لیا اُس کو ابوسفیان نے ردّ کر دیا کہ ان کی اتنی تعداد نہیں اور ان کی اِتنی بڑی فوج نہیں ہو سکتی۔ پھر ان کے ساتھیوں نے کہا شاید محمد (رسول اللہ ﷺ) اور ان کے ساتھی ہوں۔ تو ابوسفیان نے کہا۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ مَیں مدینے میں ان کو آرام سے چھوڑ کر آیا ہوں۔ اتنی جلدی وہ کیسے یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ابوسفیان یہ باتیں ہی کر رہا تھا کہ یکدم صحابہؓ نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا۔ حضرت عباسؓ سے ابوسفیان کی دوستی تھی۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ تم میرے پیچھے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ مَیں تمہیں رسول کریم ﷺ کی مجلس میں لے چلتا ہوں۔ تم وہاں چل کر توبہ کر لو تمہیں امان مل جائے گی۔ حضرت عباسؓ ابوسفیان کو گھوڑے پر بٹھا کر لے آئے اور رسول کریم ﷺ کی مجلس میں آ کر اُن کو دھکّا دے کر کہا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ توبہ کرنے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ اور بعض اَور صحابہؓ ابوسفیان کے پیچھے بھاگے آ رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا کہ توبہ کر لو نہیں تو مارے جاؤ گے۔ لیکن چونکہ ابوسفیان اس ارادے سے نہ آئے تھے اس لئے جلدی میں توبہ کا خیال ان کو نہ آیا۔ حضرت عباسؓ بار بار کہتے ابوسفیان! توبہ کرو اور وہ آنکھیں پھاڑے کبھی اِدھر دیکھتے کبھی اُدھر دیکھتے۔ حضرت عمرؓ اس انتظار میں تھے کہ رسول کریم ﷺ مجھے اشارہ کریں تو

مَیں ابوسفیان کا سر تن سے جدا کر دوں۔1 کچھ دیر کے بعد ابوسفیان نے اپنا ہاتھ بیعت کے لئے نکالا اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب ابوسفیان بیعت کر چکے تو حضرت عمرؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! انہوں نے جھوٹی بیعت کی ہے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! اگر آپ مجھے آنکھوں کا اشارہ کرتے تو مَیں ان کی گردن اُڑا دیتا۔ آپ نے فرمایا نبی خائن نہیں ہوتا۔ مَیں تمہیں کس طرح آنکھوں کا اشارہ کر سکتا تھا۔

پس رسول کریم ﷺ کا یہ طریق تھا کہ آپ بہت ہوشیاری اور احتیاط سے کام کرتے تھے۔ ہماری جماعت کو بھی ان دنوں بہت ہوشیار اور چوکس رہنا چاہئے اور ہر قوم اور ہر فرقہ کی کارروائیوں اور جتھے بندیوں سے مجھے یا ناظر اعلیٰ کو مفصّل طور پر اطلاع دیتے رہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ مَیں بیرونی جماعتوں کو اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں مقامی طور پر بھی اپنی تنظیم کا خیال رکھنا چاہئے۔ ان میں پراگندگی اور تشتُّت نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ خود حفاظتی کی تدابیر نہیں کر سکیں گی۔ جماعت کے کارکنان کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بیرونی جماعتوں کی تنظیم ان ایام میں خاص طور پر نہایت ضروری ہے۔

مَیں جماعت کو پھر دوبارہ توجہ دلاتا ہوں کہ اسے اپنے اردگرد اور اپنے ماحول کا بغور مطالعہ کرتے رہنا چاہئے اور ہر قسم کی اطلاعات مرکز کو بھجواتے رہنا چاہئے۔ اور جن لوگوں کو ایسی تیاریاں کرتے ہوئے پائیں اُنہیں سمجھانے کی کوشش کریں کہ وہ فتنہ وفساد کر کے اپنے ملک کو خونریزیوں کا اکھاڑہ نہ بنائیں۔ اور ساتھ ہی بِالالتزام دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو اِن خطرناک حالات سے بچائے۔ آمین۔" (الفضل 2 جولائی 1946ء)

1: سیرت ابن ہشام جلد 4 صفحہ 42 تا 46 مطبوعہ مصر 1936ء